فقیر

سیماب اویسی

مولانا محمد اکرم کی شاعری

مولانا محمد اکرم پیشہ ور شاعر نہیں۔ شوقیہ شعر کہتے ہیں۔ اپنے مشن اور مقام کی وجہ سے مولانا کی مصروفیات بے کراں ہیں۔ لہٰذا شعر گوئی ان کی بے حد کمیاب فرصتوں کا مشغلہ ہے۔ یعنی زمینی یا ہوائی سفر کے دوران یا "کچھ دیر پہلے نیند سے۔"

مولانا سکہ بند شعراء کی طرح شعر کہنے کے لئے "فکر" کرنے نہیں بیٹھ جاتے' نہ عروضی باریکیوں میں الجھتے ہیں۔ مولانا کی شعر گوئی میں غضب کا ارتجال ہے۔ شعر کے بعد شعر نازل ہونے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انتہائی عدیم الفرصتی کے باوجود مولانا کے کلام کے تین مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔

مولانا کا محبوب ترین موضوع' حسب توقع' نعت ہے۔ یوں تو وہ دوسرے موضوعات پر لکھتے ہوئے بھی جابجا خوبصورت نعتیہ اشارے اور کنائے کئے جاتے ہیں' تاہم خالص نعتیہ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ عشق رسولؐ میں کس قدر ڈوب کر لکھتے ہیں۔ اس مجموعے میں آپ نے ایک نعت میں اس بات کی بھی توضیح کی ہے۔ " نعت کیا ہے؟ " آپ بھی پڑھیں اور سر دھنیں۔

مولانا نے تقریباً" ہر موضوع پر طبع آزمائی کی ہے مگر آپ کا بیشتر کلام غزلیات پر مشتمل ہے اور آپ کے اس کلام کو ایک ہی عنوان دیا جا سکتا ہے : محبت! محبت کا کوئی پہلو' کوئی گوشہ ایسا نہ ہو گا جس پر مولانا نے یکسر دلربا انداز میں اظہار خیال نہ کیا ہو۔ ہر چند کہ مولانا کے ان بظاہر عشقیہ اشعار میں جابجا معرفت کا پہلو پنہاں ہے جن تک خاص قاری ہی پہنچ پاتا ہے مگر ان کی غزل میں وہ دلفریب کشش بہت نمایاں جو مومن اور داغ جیسے اساتذہ کے کلام میں ملتی ہے۔ چنانچہ یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ مولانا کے کلام سے' عامی ہو یا عالم' یکساں طور پر محظوظ و مسحور ہو گا۔

کرنل محمد خان - راولپنڈی

ابتدائیہ

متاعِ فقیریوں تو تیسرا شعری مجموعہ ہے۔ گردِ سفر اور نشانِ منزل اس سے پہلے نذرِ قارئین ہو چکے مگر حق یہ کہ یہ سب محض میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں، اس کی مجھے خبر نہیں، اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سیکھا یا کم، سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرم کا فیضِ نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آسکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔

والسلام

فقیر محمد اکرم اعوان عفی عنہ

سیماب اویسی

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ

۷ مارچ ۱۹۹۴ء

۱۔ حمد

دوائے دل

۱۔ غزلیں اور افسانے کہنا......
۲۔ دل کا اثاثہ
۳۔ نعت لکھنے کا قرینہ چاہیے
۴۔ فضائیں معطر ہیں خوشبو سے تیری
۵۔ تیرا حسن روشن ہے.......

درد دل

۱۔ کتنی بے کیف ہے برسات .....
۲۔ عشق بتاں کا تو حاصل یہی ہے
۳۔ ہیں رواں پھر سے ......
۴۔ سرد رتوں کا چاند
۵۔ تم
۶۔ ڈھل گیا سورج ....
۷۔ "دعا"
۸۔ تم بھی در جاؤ اگر .....
۹۔ عاشقی میں کٹ گئی عمر عزیز
۱۰۔ کوئے یار کی یاد......
۱۱۔ برف کے گرتے ہوئے ......
۱۲۔ جہان دل
۱۳۔ عجب موسم ہے دل ......
۱۴۔ کی ہے کوشش تو ......
۱۵۔ یادیں
۱۶۔ عشق بندے سے ......
۱۷۔ غم یار نے ہم کو جینا سکھلایا

۱۸۔ دو جہاں کا راہی
۱۹۔ نہ راس آیا ہمیں یہ موسم گل
۲۰۔ حال دل ڈھلتا ہے.....
۲۱۔ کوئے یار پہنچے.......
۲۲۔ جسے اپنا جانتے تھے.......
۲۳۔ بڑا شور ہے شہر میں جا کے دیکھو
۲۴۔ ہم کو ہے طلب آخرت.......
۲۵۔ مجسم یادیں
۲۶۔ محرومیاں، تنہائیاں، درد دروں
۲۷۔ اس کے نہ ملنے پہ بھی ہم شاد ہیں
۲۸۔ یاد
۲۹۔ کیا کہتا ہے ناصح لوگو
۳۰۔ سفر
۳۱۔ جہان تمنا
۳۲۔ دل
۳۳۔ ہونی کو روکا ہے کس نے.....
۳۴۔ آج پھر واپس رواں ہیں
۳۵۔ ہم ہیں، شام غم ہے، تیری یاد ہے
۳۶۔ تیرے حسن کی بات......
۳۷۔ دیکھ اپنی سادگی اے مہ جبیں
۳۸۔ نہ سمجھے ہو نہ سمجھو گے کبھی
۳۹۔ مقدر سے ہے شکوہ، نہ گلہ آپ سے کوئی

جذب دروں

۱۔ چلتی راہوں پہ
۲۔ الجھاؤ
۳۔ صدائے غیرت
۴۔ ایک آرزو

۵۔ زندہ گر
۶۔ راز بقا

دعوت کامرانی

۱۔ دعوت کامرانی
۲۔ شمع ذکر
۳۔ ایک جھلک
۴۔ میرا راستہ
۵۔ برتھ ڈے
۶۔ کشمیر
۷۔ نجات
۸۔ دریار
۹۔ اپنی باتیں

تلخ شیرینی

۱۔ تلخ شیرینی
۲۔ قطعات
۳۔ واپسی
۴۔ شہید
۵۔ مفلسی
۶۔ پس مرگ
۷۔ گرانی
۸۔ ظالم یادیں

☆

حمد

زمزمے تیری ثنا کے گونجتے ہیں جابجا
ذرہ ذرہ' پتہ پتہ' ہے تیرا مدح سرا

گل کی صورت نے گواہی دی تیری تخلیق کی
گیت گاتی ہے تیری عظمت کے یہ تازہ ہوا

بلبلیں مدح سرا' پپیہا پکارے ہے تجھے
نام تیرا قمریوں کا بھی وظیفہ ہو گیا

نام تیرا گونجتا ہے کوک میں کوئل کی بھی
عظمتوں کی تیری شاہد بن گئی کالی گھٹا

ننھے سے دل کو چکوری کے عطا کردی طلب
اور پھر چمکا دیا بادل میں چہرہ چاند کا

تیری ہیریں' تیرے رانجھے' تیرے صحرا' تیرے دشت
تیری سسی' تیرا پنوں' تو ہی ہے سب کا خدا

قلب تیرا' طلب تیری' ہم بھی ہیں تیرے فقیر
عشق کا بخشا ہے شعلہ' اب رخ روشن دکھا

(دارالعرفان - مارچ 1994ء)

دوائے دل

نہیں درد دل کی دوا اس جہاں میں
تیرے نام میں یہ مگر دیکھتا ہوں

نعت

غزلیں اور افسانے کہنا یہ بھی کام نرالے ہیں
لیکن دیکھو کتنے شاعر نعتیں کہنے والے ہیں

ڈھالنا لفظوں کو شعروں میں نعت اسے بھی کہتے ہیں
ایسی نعتیں ہندو شاعر بھی تو کہتے رہتے ہیں

مدحت وہ ہی لکھے نبیؐ کی جس کو بھی توفیق ملے
مومن کا درجہ بڑھ جائے اور کافر کو بھیک ملے

نعت کا ہے اک خاص طریقہ وہ کب سب کو آتا ہے
جان لٹانا نام پہ ان کے نعت یہی کہلاتا ہے

آگ برستی ہو میداں میں باطل کو للکارے جو
نعت کا شاعر وہ کہلائے حق پر جان نثارے جو

باطل کو للکاریں کیسے دیکھو مکہ والوں کو
ظلم سے کیسے ٹکراتے ہیں دیکھو ان متوالوں کو

ہوں قانون اگر کافر کے مومن کو منظور نہیں
سمجھوتہ ہو ایمانوں پر یہ کوئی دستور نہیں

جان و مال لٹایا اپنا اور گھروں کو چھوڑ گئے
ہجرت کی ایمان کی خاطر، رشتے ناطے توڑ گئے

ان کو دیکھو بدر میں جا کر کیسی شان نرالی ہے
عالم آب و گل کی قسمت کیسے بننے والی ہے

مٹ گیا باطل سب دنیا سے رائج دین اسلام ہوا
دنیا کے ہر خطے میں جب روشن رب کا نام ہوا

نسبت ہے ان ہی سے ہم کو لیکن ہم کیا کرتے ہیں ؟
ملک لیا تھا دین کی خاطر اب ہم دین سے ڈرتے ہیں

سب قانون وہی کافر، سب کچھ غیر اسلامی ہے
دین نہ رائج ہونے پائے، بہت بڑی ناکامی ہے

آؤ پھر اسلام کی خاطر بدر و احد سجائیں ہم
ملک پہ نافذ دین کریں یا دنیا سے مٹ جائیں ہم

یہ ہو گی اک نعت نرالی خون سے لکھی جائیگی
ہیں دنیا میں عاشق باقی، کافر کو بتلائے گی

لوگ تو کاغذ پر لکھیں ہم ورق دہر پہ لکھیں گے
خون سیاہی، قلم سروں کے شاعر بن کر لکھیں گے

مہر نبوت علم بنا کر دنیا پر لہرائیں گے
دیکھنا یہ سیماب تم اک دن آخر ہم کر جائیں گے

(مانچسٹر سے اسلام آباد آتے ہوئے دوران پرواز جنوری ۱۹۹۴ء)

دل کا اثاثہ

تیری یاد ہے میرے دل کا اثاثہ
اسے ساتھ رکھتا ہوں سفر و حضر میں

تیری یاد سے روشنی ہے جہاں میں
بہت ظلمتیں تھیں وگرنہ دہر میں

تیری یاد مالک ہے دل ایک گھر ہے
یوں لگتا ہے جیسے تو بستا ہو گھر میں

کہاں کی جدائی ہے کیسا بچھڑنا
سراپا تیرا بس گیا ہے نظر میں

تن خاک گر دور بھی ہے تو کیا غم
میری روح وہیں ہے تو ہے جس نگر میں

چمک تیری یادوں کی کیسے بتاؤں
مثال اس کی ملتی نہیں ہے گہر میں

تیری یاد ہے اک نرالی سی دولت
مثال اس کی ملتی ہے کب سیم و زر میں

صدف نے الگ کر لیا تھا وہ قطرہ
نہ ڈھلتا وگرنہ کبھی وہ گہر میں

صدف تیری یادیں ہیں سیماب دیکھو
اکیلا ہوں باسی انوکھے نگر میں

(حیدر آباد سندھ - جنوری 1994ء)

نعت

نعت لکھنے کا قرینہ چاہیے
نور ہو جس میں وہ سینہ چاہیے

ہو بدن روئے زمیں پر جس جگہ
دل میں بستا ہو مدینہ چاہیے

حلقہ افکار ہو روشن ضرور
نام ہو ان کا نگینہ چاہیے

عرش کی راہوں پہ ہیں ان کے نقوش
دیکھنا جا کر وہ زینہ چاہیے

ہے برستا نور ان کے نام سے
دل میں اس کا ایک خزینہ چاہیے

زندگی مانند گرداب بلا
نام کا ان کے سفینہ چاہیے

نعت شعروں میں نہیں لکھتے فقیر
اس کی خاطر چاک سینہ چاہیے

(دارالعرفان مارچ 1994ء)

نعت

فضائیں معطر ہیں خوشبو سے تیری
تیری یاد کا یہ اثر دیکھتا ہوں

نہیں درد دل کی دوا اس جہاں میں
تیرے نام میں یہ مگر دیکھتا ہوں

تیری یاد ہے پتی پتی میں جسکی
وہی پھول ہر ڈال پر دیکھتا ہوں

چمکتی ہے بجلی، کڑکتے ہیں بادل
میں تصویر درد جگر دیکھتا ہوں

زمین و زماں میں عجب روشنی ہے
یہ تیری ہے، گرد سفر دیکھتا ہوں

کہیں چھت پہ نکلا ہے سیماب شاید
کہ اس سمت جھلکتا قمر دیکھتا ہوں

(اویسیہ سوسائٹی لاہور فروری 1994ء)

نعت

تیرا حسن روشن ہے دونوں جہاں میں
تیری نعت کیسے ؟ کہاں سے کہوں میں ؟

ملیں عظمتیں ساری تیرے قدم سے
تیرا ابن آدمؑ پہ احساں لکھوں میں

حکومت، خلافت، ریاست، شرافت
یہ حسن تصرف ہے تیرا، کہوں میں

زمانے میں باتوں میں خوشبو کو تیری
بنوں تیرا قاصد زمیں پہ پھروں میں

عطا عشق کی آگ ہو بانٹنے کو
مسلماں کو درد آشنا تو کروں میں

عطا ہو انہیں عظمت رفتہ پھر سے
انہیں تیری راہوں پہ لے کے چلوں میں

مٹائیں کفر کے اندھیروں کو جگ سے
تیرے در کا خادم انہیں دیکھ لوں میں

سجائیں یہ بدر و احد کو دوبارہ
تمہارے ہیں خادم یہ سب سے کہوں میں

ہے سیماب کی یہ انوکھی تمنا
یہ سب اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لوں میں

(بریڈ فورڈ - دسمبر 1993ء)

دو دِل

تو نہ آیا، نہ ملا بات ہماری نہ سنی

ساتھ کٹتی ہے تیرے رات کئی برسوں سے

غزل

کتنی بے کیف ہے برسات کئی برسوں سے
ہو نہ پائی ہے ملاقات کئی برسوں سے

رنگ بدلے ہیں زمانے کے ہزاروں لیکن
اپنے بدلے نہیں حالات کئی برسوں سے

وہ نہ مانیں گے کبھی بات ہماری پھر سے
ان کے ایسے ہیں خیالات کئی برسوں سے

نہ ملیں ہم سے بلا لیتا ہے ان کو اکثر
دل کو حاصل ہیں کملات کئی برسوں سے

دل کی دھڑکن کا سبب تھا جو خفا ہے مجھ سے
ہاتھ ملتا ہوں میں ہیہات کئی برسوں سے

تو نہ آیا، نہ ملا، بات ہماری نہ سنی
ساتھ کٹتی ہے تیرے رات کئی برسوں سے

چھوڑ گیا شہر کو سیماب بھی اپنے آخر
ہو نہ پائی ہے میری بات کئی برسوں سے

(کراچی - جنوری 1994ء)

غزل

یہی تو نتیجہ ہے عشق بتاں کا
ہمیں پوچھ لیتے یہ کرنے سے پہلے

فقط نام تیرا تھا اس کی زبان پر
جسے ہم نے دیکھا تھا مرنے سے پہلے

یہ ہم نے نہ سوچا تھا انجام ہرگز
محبت کا دم تیری بھرنے سے پہلے

تمہیں سوچ لیتے کہ کیسے نبھے گی
انہیں قید زلفوں میں کرنے سے پہلے

نہ تھا کوئی طالب تیرا اس جہاں میں
ہمارے زمیں پر اترنے سے پہلے

یہ سرخی یہ خوشبو مہک بھی اسی کی
جو پانی کے بیٹھا تھا جھرنے سے پہلے

زمین چمن میں کئی چاند اترے
بہاروں کا موسم اترنے سے پہلے

اگر دیکھ لیتے بتا دیتا سب کچھ
میرا چہرہ تم بات کرنے سے پہلے

وہ رستہ بدل کر کہیں جا چکا تھا
تیرے بھول کر یاد کرنے سے پہلے

نسیم سحر کی کبھی بات سمجھو
وہ کہتی ہے کیا شب گزرنے سے پہلے

یہ سیماب ہم کو رلائے گی کب تک ؟
چڑھی ہے جو آندھی اترنے سے پہلے

(لندن 1994)

غزل

ہیں رواں پھر سے انہیں راہوں پہ آج
ان کو پانے جس سے گزرے بار بار

ہم کو سمجھانے سے ناصح فائدہ
ہم کو کب ہے اپنے دل پہ اختیار

میری مانو زندگی بن جائے گی
تم بھی کر لو ان حسینوں ہی سے پیار

بھول کر یہ سب نصیحت کہہ اٹھو
ہائے درد ہجر سے ہے دل فگار

صبر کی تلقین گر کوئی کرے
تم کہو ایسوں کا ہے کیا اعتبار

تم پہ روشن ہو پرندوں کی زبان
جاننے لگ جاؤ قمری کی پکار

کہہ اٹھو سیماب آخر ایک دن
جان و مال و آبرو ان پر نثار

سرد رتوں کا چاند

سرد راتوں کے ابھرتے چاند کی
دھیمی دھیمی روشنی ہے چار سو

اپنے جنگل کی فضا سارے شجر
دیکھتے ہیں چاند کو یوں روبرو

ہے ہوا خاموش ام شب کس قدر
ہو رہے ہیں سنگ بھی آینہ رو

ساری وادی میں سکوں ہے ہر طرف
بس پریشاں ہے فقط پھولوں کی بو

ہے پپیہا بھی تو چپ سادھے ہوئے
خامشی میں دب گئی کوئل کی کو

تیرے دل کی دھڑکنوں کا شور ہے
آج کیوں بدلی ہے اس نے اپنی خو

تشنگی، وارفتگی، دیوانگی
کر دیا ان سب نے اس کو تندخو

ہائے یہ کیا وصل کا انداز ہے
چاند اوجھل ہے مگر ہے روبرو

دامن دل چاک تھا میرا کبھی
ہوگئے سب چاک پل بھر میں رفو

ڈوب کر ابھرے تو شب خاموش ہے
چاندنی بڑھنے لگی ہے چار سو

زندگی ہے خوبصورت رس بھری
جانتا سیماب ہے یہ راز تو

(دارالعرفان)

تم

اس ویرانے جنگل میں بھی لگتا ہے میرے ساتھ ہو تم
ابھی ادھر سے آنکلو گے یہیں کہیں ہو پاس ہو تم

پھول ہو، پتہ ہو، یا ڈالی، میں نہیں اب تک جان سکا
اتنا جانو سارے چمن کے پھولوں کی بوباس ہو تم

اس دنیا کی ہر شے فانی بن بن کر مٹ جاتی ہے
جو نہیں ٹوٹے کبھی، کہیں بھی، کیسی پیاری آس ہو تم

کلی تمہاری، غنچہ عاشق، پھول تمہارا طالب ہے
ڈھونڈے پودا پودا تم کو سب کو کیسے راس ہو تم

ہے سیماب نرالا رشتہ، سب تڑپیں تیری خاطر
بھولے کون تمہاری یادیں ؟ سب کہتے ہیں پاس ہو تم

(ملتان چھاؤنی)

غزل

ڈھل گیا سورج امیدوں کا میری
کیسے گزرے گی یہ شب تیرے بغیر

ناامیدی، بے بسی، درد فراق
ہیں یہی مہمان اب تیرے بغیر

کیا کہوں؟ کس سے کہوں؟ کیونکر کہوں؟
تیری رنجش کا سبب تیرے بغیر

موسم گل ہے، چمن جوبن پہ ہے
مرگئی اپنی طلب تیرے بغیر

چاند اترا ہے پہاڑی رات کا
کون دیکھے اس کو اب تیرے بغیر

خون دیکر پھول پالے تھے کبھی
وہ بھی مرجھاتے ہیں سب تیرے بغیر

لٹ گیا دل کا نگر، کس سے کہوں؟
میں نہیں کھولوں گا لب تیرے بغیر

آؤ دیکھو اس گھنے جنگل کے ڈال
ہیں پریشاں سب کے سب تیرے بغیر

ہم ہیں طالب تیری نظروں کے فقیر
اپنی کب سنتا ہے رب، تیرے بغیر

(ہوائی جہاز میں دارالعرفان سے کراچی جاتے ہوئے)

"دعا"

ہے دعا تیرے لئے میری ندیم
رب کرے تو عشق میں ہو مبتلا

تیرے پہلو میں اٹھیں ٹیسیں کبھی
ڈھونڈتا پھرتا ہو تو اس کی دوا

رات جب روشن ہو برسے چاندنی
دھیمی دھیمی چلتی ہو ٹھنڈی ہوا

چاند راتیں چھین لیں نیندیں تیری
ہو جلاتی تجھ کو یوں روشن فضا

صبح کا سورج تجھے دیکھا کرے
اپنی کھڑکی میں کھڑا روتا ہوا

تیری شہرت ہو کسی کے نام سے
چاک ہو تیرے تقدس کی قبا

زندہ رہنے سے ڈرے سیماب تو
جب کہ ڈر رہتا ہے سب کو موت کا

(بریڈ فورڈ – 1993ء)

غزل

تم بھی ڈر جاؤ اگر دیکھ لو حالت دل کی
ایسا ویرانہ کہیں اور' کہاں ہوتا ہے

ڈھل گئی عمر ہے بالوں میں سفیدی آئی
عشق تیرا ہے کہ ہر روز جواں ہوتا ہے

ہم تو خاموش رہے آپ کی خاطر لیکن
اب فسانہ یہ سربزم بیاں ہوتا ہے

دل کا وہ حال جو مدت سے چھپا رکھا تھا
اب جہاں جاؤ وہ چہرے سے عیاں ہوتا ہے

آؤ برسات ہے' جنگل ہے' اکیلا میں ہوں
رنگ موسم کا یہ ہر بار کہاں ہوتا ہے

میں جہاں گرد ہوں دنیا میں پھرا کرتا ہوں
تو جہاں بستا ہے دل میرا وہاں ہوتا ہے

جب تیری یاد کا شعلہ کوئی دل سے لپکے
بن کے سیلاب وہ آنکھوں سے رواں ہوتا ہے

صبر کرنے کو ہی کہتے ہو ہمیشہ تم بھی
میں جو چاہوں بھی اکیلے میں کہاں ہوتا ہے

تم ہو سیماب یقیناً اسی گھر کے باسی
اب اسی پر مجھے منزل کا گماں ہوتا ہے

(بریڈ فورڈ – 1993ء)

غزل

عاشقی میں کٹ گئی عمر عزیز
پر نہ سمجھے عاشقی ہوتی ہے کیا

جان و دل جس پر نچھاور کر دیے
جان کا دشمن وہی ثابت ہوا

اپنے سکھ جس پر لٹائے دیکھ لو
اس کے ہاتھوں سے ہمیں کو دکھ ملا

مسکراہٹ چھین لی اس نے میری
زندگی بھر کا مجھے رونا دیا

خود ہوا آبلو وہ دل میں میرے
گھر تلک مجھ سے تو ہے چھڑوا دیا

کیا یہی ہے عاشقی؟ یہ عشق ہے ؟
پھر بتاؤ دشمنی ہوتی ہے کیا ؟

کچھ خدا لگتی کہو سیماب تم
عشق کر کے تم کو آخر کیا ملا ؟

(لندن 1993-12-31)

غزل

کوئے یار کی یاد پھر آرہی ہے
دل زار کو پھر سے تڑپا رہی ہے

سر دار پہنچا ہے دیوانہ کوئی
اناالحق کی آواز بتلا رہی ہے

چمن میں مچلتا ہے رنگ بہاراں
طبیعت ہے اپنی کہ گھبرا رہی ہے

وہ باتیں جو تم نے سنائی تھیں اس شب
نسیم سحر ان کو دہرا رہی ہے

اجاڑے گی سیماب دل کے نگر کو
تیری بے رخی کیا ستم ڈھا رہی ہے

(دوبئی 1994ء)

غزل

کوئے یار کی یاد پھر آرہی ہے
دل زار کو پھر سے تڑپا رہی ہے

سر دار پہنچا ہے دیوانہ کوئی
اناالحق کی آواز بتلا رہی ہے

چمن میں مچلتا ہے رنگ بہاراں
طبیعت ہے اپنی کہ گھبرا رہی ہے

وہ باتیں جو تم نے سنائی تھیں اس شب
نسیم سحر ان کو دہرا رہی ہے

اجاڑے گی سیماب دل کے نگر کو
تیری بے رخی کیا ستم ڈھا رہی ہے

(دوبئی 1994ء)

غزل

برف کے گرتے ہوئے گالوں کو دیکھ
آسماں بھی پھول برسانے لگا

تیرے وعدوں پر یقیں کیوں کر لیا
غصہ اپنے آپ پر آنے لگا

دل لگا لیں گے یقیناً ہم کہیں
سوچ کر ہی دل یہ گھبرانے لگا

میں نے چاہا ہجر کے گنتا ہوں سال
یاد ملنے کا سماں آنے لگا

یوں لرزتی ہے شمع کی روشنی
اٹھ کے ہو جیسے کوئی جانے لگا

شمع کو لے جاؤ اپنی بزم سے
آج وہ پھر سے ہے شرمانے لگا

دہر کی چالیں مجھے معلوم تھیں
نام پر تیرے دغا کھانے لگا

خون پینا کتنا مشکل کام ہے
اپنا خوں پی کر مزہ آنے لگا

کیا ہوا سیماب کو، کچھ تو کہو
نام سے تیرے ہے چڑ کھانے لگا

(بریڈ فورڈ سے مانچسٹر جاتے ہوئے کار میں)

جہان دل

نہ پوچھو اس نگر کی بات ہمدم
جہان دل کی اپنی داستاں ہے

گلستاں میں بہاریں آبھی جائیں
چمن دل کا تمہارے بن خزاں ہے

چمکتے لاکھ سورج ہوں جہاں میں
ضیاء دل کی تیرے اندر نہاں ہے

برستے بادلوں میں پھر کے دیکھا
دل سوزاں میں شعلے ہیں' دھواں ہے

تیری یادیں ہوا دیتی ہیں اس کو
یہ دل کی آگ ہے بجھتی کہاں ہے

کبھی ان کھنڈروں کو آکے دیکھو
ہر اک پتھر پہ تیری داستاں ہے

ہے تیرے نام سے پہچان جس کی
ادھر دیکھو وہ دیوانہ یہاں ہے

دھڑکتا ہے یہ ناداں تیری خاطر
میرے پہلو میں ہے میرا کہاں ہے

بدل دو دل کے موسم آکے سیماب
ابھی تکتا ہے راہیں' دل جواں ہے

(بریڈ فورڈ 1993)

غزل

عجب موسم ہے دل جلتا ہے اس میں
چلے آؤ کہ بادل چھا رہا ہے

لپٹنا بادلوں کا چوٹیوں سے
سماں ملنے کا پھر یاد آرہا ہے

ہے خاموشی بھی انداز تکلم
سنو ! ویرانہ بھی کچھ گا رہا ہے

دل ناداں کی اپنی اک زباں ہے
یہ کچھ دھڑکن میں کہتا جارہا ہے

محبت کو جنوں کہتا ہے ناداں
ہے دریا ایک بہتا جارہا ہے

کہے جاتا ہے ناصح بات اپنی
یہ ناداں اپنی کہتا جا رہا ہے

چڑھالیا دار پر الفت نے اس کو
مزہ اس کو اسی میں آرہا ہے

کہا دل سے کہ موقع ہے کہو اب
یہ کچھ کہنے سے بھی شرما رہا ہے

شکایت؟ اور تجھے سے؟ میرے دل کو
سزا اپنے کئے کی پا رہا ہے

بڑا ہی سخت جاں بندہ ہے سیماب
ستم دنیا کے سہتا جارہا ہے

(دارالعرفان - 1994ء)

غزل

کی ہے کوشش تو میں نے سونے کی
نیند آتی ہے پر نہیں آتی

بند کرتا ہوں جیسے ہی آنکھیں
وہ ہی تصویر ہے نظر آتی

دور جنگل میں نیلے چشموں پر
دل کی دنیا مجھے ہے لے جاتی

دیکھتا ہوں ابلتے چشمے کو
وہ چٹانیں بھی ہیں نظر آتی

وہی جن پہ کھڑا تھا میں اس روز
ندی پانی تھی مجھ پہ برساتی

تیری تصویر بھی مجھے اس دم
نیلے پانی میں تھی نظر آتی

تم بھی بیٹھے تھے ان چٹانوں پر
اٹھتی لہریں تھیں جن سے بل کھاتی

پاؤں تیرے تھے نیلے پانی میں
جن کو لہریں تھیں چھیڑتی جاتی

کتنے رنگیں سہانے موسم تھے
کیوں پلٹ کر وہ رت نہیں آتی

عجب یادیں ہیں گزرے لمحوں کی
دور جا کے ہیں پھر پلٹ آتی

بھول بھی جاؤ ان کو گر سیماب
شب ہجراں تو کٹ نہیں جاتی

(اسلام آباد سے ملتان جاتے ہوئے [illegible]ء)

یادیں

نیلے پانی کے چشموں پر آج بھی سورج ڈھلتا ہے
دل کہتا ہے وہیں جابیٹھو اسی طرف کو چلتا ہے

یاد ہے جس دن وہاں ملے تھے موسم کتنا پیارا تھا
ہوا میں نغمے بکھر گئے تھے دلکش منظر سارا تھا

چشمے میں تھے ساز نرالے جانے کون بجاتا تھا
یوں لگتا تھا اک اک قطرہ سر میں ڈھلتا جاتا تھا

شجر و حجر بھی کیف میں ڈوبے جھوم رہے تھے سب کے سب
تھے ذرے روشن کرنوں میں، گھوم رہے تھے سب کے سب

ڈھلتے سورج کی کرنوں نے کتنے رنگ لٹائے تھے
ہر چوٹی کے رنگ نرالے قوس قزح بن آئے تھے

لیکن یہ سب ہر حالت میں روز وہاں پر ہوتا ہے
تنہائی میں یہ سب منظر دیکھیں تو دل روتا ہے

شاید حسن رفاقت میں ہے، ملنے میں ہے، پیار میں ہے
وصل کا ہے یہ جلوہ سارا جس کا رنگ بہار میں ہے

تنہائی کا روگ برا ہے سارے رنگ لٹاتا ہے
نیلے چشمے تک پی جاؤ دل پیاسا رہ جاتا ہے

یہ گلرنگ فضائیں ساری دھواں دھواں سی لگتی ہیں
جل اٹھتے ہیں پھول نظارے باتیں زہر سی لگتی ہیں

کیوں چنتے ہیں لوگ مسافر، ایسی لمبی راہوں کو ؟
نغمے چھوڑ کے چل پڑتے ہیں اپناتے ہیں آہوں کو

آؤ یہاں سے نکل چلیں ہم چھوڑیں اس ویرانے کو
نیلے چشموں پر مل بیٹھیں دل کی پیاس بجھانے کو

ہے سیماب یہی اک رستہ چشمہ گنبد خضراء ہے
سدا بہار کا موسم بھی ہے، نور کا بہتا دریا ہے

غزل

عشق بندے سے کیا ہے آپ نے
حوصلہ بھی ہے نبھانے کے لئے ؟

ہجر میں جلنا زمانے کا رواج
وصل ہے خود کو جلانے کے لئے

ہم سے مل کر جا چکے تو جان سے
گرچہ ہو زندہ زمانے کے لئے

زخم بھرنے کی امیدیں چھوڑ دو
ہم جو زندہ ہیں لگانے کے لئے

روٹھ کر بھی دیکھ لو سیماب سے
ظلم ڈھائے گا منانے کے لئے

(بریڈ فورڈ 1983ء)

غزل

غم یار نے ہم کو جینا سکھلایا
کہ پیارا ہے ہم کو یہ سارے جہاں سے

بھرا ہے گلوں سے زمانے کا گلشن
کوئی تیرے جیسا ہو لاؤں کہاں سے ؟

تمہاری علالت نے کیا کچھ دیا ہے
چھڑایا ہے اس نے غم دو جہاں سے

جدائی میں آنکھوں نے کیا روپ دھارا
یوں لگتا ہے جیسے ہو چشمے رواں سے

وہیں جاگتا ہوں اکثر اکیلا
کبھی مل کے گزرے تھے دونوں جہاں سے

سنا ہے چمن میں بہار آگئی ہے
اڑی ہے خبر طائروں کی زباں سے

اگر کوئی پوچھے وہ گزرے فسانے
بتاؤ کہانی سناؤں کہاں سے

برس کر کیا ہے جہاں بھر کو سیراب
ہمیں تشنہ لب جا رہے ہیں جہاں سے

سنائیں کوئی بات سیماب کی بھی
پھرے پوچھتے 'ہم یہاں سے' وہاں سے

(بریڈ فورڈ 1993ء)

دو جہاں کا راہی

یہ مسافر کدھر کو جائے گا؟
چین دنیا میں یہ بھی پائے گا؟

ہے یہ راہی طویل راہوں کا
روند ڈالا ہے اس نے سارا جہاں

ہوگی اس کی بھی کوئی تو منزل
جا بسے گا کبھی تو یہ بھی وہاں

کون منزل ہے؟ کیسا راہی ہے؟
جسکا کوئی پتہ نہ کوئی نشاں

ہو گا کوئی جنون کا مارا
نو گرفتار کفر عشق بتاں

بات کرتے ہو تم ٹھکانے کی
ایسے پاگل کو مل سکے گا کہاں

اسکی قسمت رہے گی آوارہ
اس کے قدموں تلے رہے گا جہاں

تم نہ سمجھو گے اس کی منزل کو
اس کی راہوں میں ہے زمین و زماں

ایسے راہی کو کیا کہیں سیماب
جس کی راہوں میں آئیں دونوں جہاں

(دوبئی سے لاہور دوران پرواز 1994ء)

غزل

نہ راس آیا ہمیں یہ موسم گل
اضافہ ہو گیا پھر سے جنوں میں

زمانے کے ورق پر نام تیرا
لکھیں گے ڈوب کر اپنے ہی خوں میں

پھر آنکلے تمہارے در پر آخر
کشش کیا ہے محبت کے فسوں میں

تمہیں سے حال دل کہنا ہے آخر
نہ پھٹ جائے کہیں دامن جنوں میں

تمہیں تھامو گے اپنا ہاتھ سیماب
یہی امید ہے حال زبوں میں

(بریڈ فورڈ - 1993ء)

غزل

حال دل ڈھالتا ہے لفظوں میں
تم سمجھتے ہو شعر کہتا ہوں

تیری راہوں پہ ایک چھوٹی سی
اجڑی بستی ہے اسی میں رہتا ہوں

کہہ دو اک بار میں تمہارا ہوں
میں تمہارا ہوں' میں تو کہتا ہوں

تم کو دیکھا نہیں ہے مدت سے
دیکھتا میں تمہیں کو رہتا ہوں

گو بظاہر ہو دور تم مجھ سے
بات دل کی تمہیں سے کہتا ہوں

خوشیاں بانٹوں جہان بھر کو میں
دکھ جہاں بھر کے دل پر سہتا ہوں

دل میں صورت سی ایک بستی ہے
باتیں اس سے میں کرتا رہتا ہوں

دل کہ ورطہ ہے تیری یادوں کا
ڈوبتا ہوں ابھرتا رہتا ہوں

وہ تو بھولا ہے تم کو اے سیماب
بھولو اس کو میں تم سے کہتا ہوں

(بریڈ فورڈ – 1993ء)

غزل

کوئے یار پہنچے سردار پہنچے
ہر اک سو تمہارے طلبگار پہنچے

کٹی ہے وہ گردن جو رہ دیکھتی تھی
مگر فائدہ ؟ تم لئے ہار پہنچے

پلٹ جاؤ مٹی نہ ڈالو لحد پر
مبادا اسے کوئی آزار پہنچے

تجھے دیکھ کر جو مرض لگ گیا تھا
لئے در پہ تیرے وہ بیمار پہنچے

تیرے عشق نے تو کہیں کا نہ چھوڑا
لئے چاک دامن وہ بازار پہنچے

جو تجھ سے لپٹنے کی تھے آرزو میں
وہ ہی اس طلب میں سردار پہنچے

غلامی تمہاری سے بھاگے تھے سیماب
پلٹ کر تمہارے ہی دربار پہنچے

(انگلینڈ سے اسلام آباد آتے ہوئے)

موت میں حیات

بڑا شور ہے شہر میں جا کے دیکھو
ہے سولی پہ لٹکا ہوا اک دوانہ

تن مردہ سے یہ صدا آرہی ہے
مزہ دے گیا خود کو جھولا جھلانا

عجب بات ہے مر کے بھی کہہ رہا ہے
کہ زندہ ہوں، میں جانتا ہے زمانہ

جنہیں جان دینے کا فن آگیا ہے
ہے موت ان کی بھی زندگی کا بہانا

انہیں دیکھ کر موت ہی بھاگتی ہے
انہیں کب ہے میدان کو چھوڑ جانا

طلب زندگی کی ہے جن کے دلوں میں
نہیں ان کے بس میں کبھی اس کو پانا

اگر وصل کی شرط ہو موت سیماب
تو مت چھیڑیے زندگی کا فسانہ

(دار العرفان ۔1994ء)

غزل

ہم کو ہے طلب آخرت عشق بتاں بھی دل میں ہے
ماتھے پہ سجدوں کے نشاں، کالا نشاں بھی دل میں ہے

ویسے تو جانثار ہیں، قلب و جگر نثار ہے
شاید بتوں سے کچھ ملے، اس کا گماں بھی دل میں ہے

دیکھیں گے رب کو بے حجاب، جنت میں جابسیں گے ہم
پوجا بتوں کو عمر بھر اس کا زیاں بھی دل میں ہے

رسمیں تو کافرانہ ہیں، حلیہ ہے اپنا مغربی
ہوں گے جہاں میں سربلند، اسکا گمان بھی دل میں ہے

دعویٰ ہمیں ہے عشق کا وہ بھی خدا رسولؐ سے
دنیا کی چاہ کا الگ بستا جہاں بھی دل میں ہے

کعبے کو جارہے ہیں ہم، اپنی ہے یہ زبان پر
رکھے ہوئے ہیں بت جہاں وہ آستاں بھی دل میں ہے

کہہ دو فقیر سے کوئی اپنی خبر تو لے کبھی
شاید ہمیں سنبھال لے، اسکا دھیاں بھی دل میں ہے

(کراچی سے حیدر آباد جاتے ہوئے - 1994ء)

مجسم یادیں

دل کی دھڑکن جو بڑھی کل تو گماں میں آیا
کیا ہوا اس کو؟ میں دیکھوں تو کہاں بیٹھا ہوں

سوچتا ہوں وہی بستر ہے کہ جس پر ہم تم
مل کے بیٹھے تھے کبھی، آج جہاں بیٹھا ہوں

ہوں جہاں گرد پھرا کرتا ہوں گوشہ گوشہ
کیسے پہنچا ہے یہ بستر؟ کہ جہاں بیٹھا ہوں

لے گیا دور تصور مجھے وادی وادی
تم میرے ساتھ ہو اور وہاں بیٹھا ہوں

پھر وہی بات تیری کانوں میں رس گھول گئی
قبلہ اس جا کو سمجھتے ہو جہاں بیٹھا ہوں

پھر مجھے آپ پہ آپ بہت رشک ہوا
بھول کر یہ کہ بندہ ہوں کہاں بیٹھا ہوں

تیری باتوں پہ اٹھا پیار کا طوفاں دل میں
یہ بھی تو دیکھ اکیلا ہوں جہاں بیٹھا ہوں

تو اگر دیکھ سکے تو بڑی دیر کے بعد
بیٹھا کرتا تھا جہاں آج وہاں بیٹھا ہوں

تو نے بدلی ہیں وفائیں بھی، نگاہیں تک بھی
عمر گزری ہے جہاں تھا میں وہاں بیٹھا ہوں

تو نہ بدنام ہو اس ڈر سے میں سیماب اب تک
بس کے عالم میں بھی عالم سے نہاں بیٹھا ہوں

(کراچی سے ملتان جاتے ہوئے دوران پرواز ـ 1994ء)

غزل

محرومیاں، تنہائیاں، درد دروں
لے کے گزرا جانے والا ایک سال

اب تو اپنا مرکز امید ہے
رب کرے بہتر رہے آئیندہ حال

ایک مدت سے ہے گزرے جارہی
زندگی اپنی بہ امید وصال

کھولنے میں اور کستی ہے گرہ
کیا عجب ہے تیری الفت کا یہ جال

ہر طرف بادل، گھٹائیں، بارشیں
اپنے اندر کا ہے کتنا خشک سال

اک تناور پیڑ ہے بے برگ و بار
تو نے بویا تھا میرے دل میں نہال

موت کا مقصد بھی کچھ واضح نہیں
بن رہی ہے زندگی بھی اک وبال

اب کہاں سدھرے گی اپنی زندگی
اب بنائیں موت کو وجہ وصال

تو نے چھوڑا تھا ہمیں منجدھار میں
دوست لائے جان تک دے کر نکال

اب دعا دیتے ہیں ان چہروں کو ہم
کھل چکا ہے ہم پہ جن کے دل کا حال

تم بھی اب سیماب جینا سیکھ لو
بھول جاؤ کس سے تھی الفت کمال

(لندن - 1993ء)

غزل

اس کے نہ ملنے پہ بھی ہم شاد ہیں
کوئی تو ہے یاد آنے کے لئے

دیکھ ناصح اپنا گھر ویران ہے
اس کو کہتے ہو بسانے کے لئے

گھر تو ہوتا وہ اگر ہوتا یہاں
جھونپڑا ہے سر چھپانے کے لئے

اپنی قسمت میں کہاں ابر کرم
تھی گھٹا وہ لوٹ جانے کے لئے

ان کو لاتے ساتھ ہی قاصد کبھی
آ رہے ہو دل جلانے کے لئے

اس کی یادیں اور تازہ ہو گئیں
ہم تھے کوشش میں بھلانے کے لئے

بک گئے ہم نام پہ تیرے فقیر
تم چلے ہو آزمانے کے لئے

(دارالعرفان - مارچ 1994ء)

یاد

دل کے اندر اک جہاں آباد ہے
گو مکیں اس میں تمہاری یاد ہے

رنگ گلشن کے سبھی موجود ہیں
ڈالی ڈالی پتہ پتہ شاد ہے

دل کے اندر وادیاں ہیں بے شمار
ہیں بھرے پھولوں سے ان میں مرغزار

پھول کھلتے ہیں کئی رنگوں کے ہاں
ہیں سبھی موسم امنگوں کے یہاں

ہیں یہاں کوہ قاف بھی پریاں بھی ہیں
رنگ ہیں دنیا میں جو سب یاں بھی ہیں

مسکراہٹ جیسے ہونٹوں پہ کھڑی
شادمانی اس جہاں میں ہر گھڑی

جب تلک سیماب تیری یاد ہے
یہ جہاں روشن بھی ہے، آباد ہے

(دوبئی - 1994ء)

غزل

کیا کہتا ہے ناصح لوگو روکو اس دیوانے کو
ہم نکلے ہیں سر کٹوانے یہ نکلا سمجھانے کو

موت فنا کا نام نہیں ہے یہ تو اک دروازہ ہے
گزریں گے سب عاشق اس سے تیری دید ہی پانے کو

مردہ ہیں وہ اس دنیا میں جو دل عشق سے خالی ہیں
عشق فنا سے بالا تر ہے، کردو خبر زمانے کو

سود و زیاں کی باتیں چھوڑو عاشق یہ کب سمجھیں گے
ناصح بات سناؤں ان کی، چھیڑوں اس افسانے کو

ہے دنیا رنگین، تو ساقی اس سے ہم کو کیا مطلب
ہم آئے ہیں اس دنیا میں پیاسے پیت لگانے کو

اپنا دل تو اجڑ چکا ہے، لٹ بھی چکا ہے، جل بھی گیا
آؤ عبرت کا ساماں ہے دیکھو اس ویرانے کو

خاک نشینوں کو مت چھیڑو ان کے حال پہ رہنے دو
ان کے پیر کی ٹھوکر ورنہ دے گی الٹ زمانے کو

جیسے جیسے بادل برسیں، برسیں میری آنکھیں بھی
تیری یاد کے آنسو ان میں رکھے ہیں برسانے کو

دانشمندی اچھی شئے ہے پر سیماب جی بات سنو !
شمع جلے تو یہ سمجھاتا تو جا کر پروانے کو

(اسلام آباد سے کراچی جاتے ہوئے دوران پرواز جنوری - 1994ء)

سفر

قیام کیا ہے مقام کیسا یہ زندگی ہے یونہی رہے گی
یہ خود سفر ہے ہمیشگی کا یہ چلتے چلتے یونہی کٹے گی

تمہیں جو دیکھا' خیال گزرا کہ اپنا بھی ہمسفر ہے کوئی
سفر سے چھوٹے مقام آیا کہ اب تو اپنا بھی گھر ہے کوئی

مگر یہ سارا سراب نکلا' نظر کی لغزش تھی کتنی سنگیں
جگر بھی چھلنی ہمارا اپنا' قبا بھی اپنے ہی خوں سے رنگیں

بھلا سفر تو سفر رہے گا مسافروں کا قیام کیسا
سفر میں خود ہے جہان فانی یہاں پہ اپنا مقام کیسا

جہاں کے سارے فسانے جھوٹے' محبتیں بھی حسین دھوکا
وہ تیری باتوں کا حسن کیا تھا جڑا تھا ان میں نگین دھوکا

بچھڑ کے تجھ سے سبق ملا ہے کہ منزلیں تو سفر سفر ہیں
جنہیں محبت نہیں کسی سے جہاں میں دیکھا انہیں کے گھر ہیں

اندھیری نگری' اندھیرے گھر ہیں' چراغ الفت نہیں ہے ان میں
یہ زندگی تک سے بے خبر ہیں محبتوں کی کمی ہے جن میں

انہیں نے چھوڑا ہے ساتھ تیرا نہ دیکھ ان کو پلٹ کے راہی
تو کر ہمت کو کس کے رکھنا نہ جانا راہوں سے ہٹ کے راہی

محبتوں کا مقام اپنا' ہے شان اپنی' جہان اپنا
رہا جو قائم اسی ڈگر پر ملے گا تجھ کو بھی نام اپنا

جہان فانی میں زندہ رہنا یہ عاشقوں کو نصیب ہو گا
مٹے گا جس دن جہاں سارا تو حال ان کا عجیب ہو گا

فلک رہے گا نہ شمس باقی' زمین ہو گی نہ چاند تارے
بس ایک میدان حشر ہوگا جہاں یہ انسان ہوں گے سارے

وہاں ملے گا وصال انکو جہاں میں جن کو جنوں ملا تھا
جنھوں نے کاٹی تھیں ہجر راتیں' جگر کا خوں بھی بہت پیا تھا

وہیں ملیں گے فقیر تم سے وہیں تمہارا مقام ہو گا
کھلے گا تیرا جہاں پہ دفتر اسی میں اپنا بھی نام ہو گا

(دارالعرفان - 1994ء)

جہانِ تمنا

تمناؤں کا اپنا اک جہاں ہے
یہ ندی ہے جو گلشن میں رواں ہے

اگر دیکھو کبھی موسم یہاں کے
یہاں کا ایک اک لمحہ جواں ہے

اسی میں اک گلِ امید بھی ہے
جہاں میں اور ایسا گل کہاں ہے

خزاں اس باغ میں آتی نہیں ہے
یہ گوشہ اس کی آنکھوں سے نہاں ہے

الگ سورج ہے اس دنیا کا اپنا
ہے اپنا چاند، اپنی کہکشاں ہے

حسیں دن ہیں نرالی صبح اس کی
جواں ہے شام اس کی شب جواں ہے

بہت کرتا تھا باتیں اس نگر کی
کہیں سیماب کا بھی گھر یہاں ہے

(دارالعرفان - جنوری 1994ء)

دل

نہ سمجھو اس کو دیوانہ' یہ دل ہے
یہی اک تیری یادوں کا امیں ہے

ہیں اس میں رنگ سارے موسموں کے
نرالی سب سے اس کی سرزمیں ہے

اسی میں شہر بھی ہیں' بستیاں بھی
زمانے بھر کی رونق تو یہیں ہے

یہاں بستے ہیں سب فرہاد یکجا
اسی گوشے میں شیریں بھی مکیں ہے

بجاتا بانسری رانجھا ہے اس میں
یہی ہیروں کے بیلے کی زمیں ہے

اسی میں اک مسافر کا ہے مدفن
وہی جس میں کہ سسی بھی مکیں ہے

انہیں راہوں پہ لیلیٰ کی سواری
یہیں مجنوں کا ہنگامہ کہیں ہے

محبت کا سمندر بھی اسی میں
کنارہ دیکھنا چاہو' نہیں ہے

چمکتا ہے رخ تاباں کا سورج
یہ اس کی روشنی کی سرزمیں ہے

وصال یار کی ہے چاندنی یاں
ملن کی کہکشاں بھی تو یہیں ہے

یہیں ہیں عاشق و معشوق بستے
بس اک سیماب کو دیکھا نہیں ہے

(دارالعرفان - جنوری 1994ء)

غزل

ہونی کو روکا ہے کس نے جو ہونا تھا وہی ہوا
خوشیاں لے گیا ساتھی بن کر لیکن دکھ تو چھوڑ گیا

جسکی خاطر سب کو چھوڑا' اپنا گھر ویران کیا
اپنی حالت دیکھی اس نے' پاگل کہہ کر چھوڑ گیا

بادل بیچارہ بھی ہم کو بہت ہی بے بس لگتا ہے
اپنے کھیت پہ امنڈ کے آیا بن برسے منہ موڑ گیا

کہتے ہیں کچھ لوگ جہاں میں نام محبت کا مت لو
لیکن ہم نے کی تھی اس سے جو اپنا دل توڑ گیا

دیکھ کرامت مرنے والے اس عاشق دیوانے کی
مرتے مرتے اپنا رشتہ نام سے تیرے جوڑ گیا

پاگل تھا' دیوانہ تھا' وہ کس کے آگے روتا تھا
کیسے سنگدل کی چوکھٹ پر اپنے دیدے پھوڑ گیا

آنکھ کھلی ہے اب تک' تیری راہیں دیکھ رہی ہے
دل ہی اپنا دیوانہ تھا دیکھو دھڑکن چھوڑ گیا

گلچیں نے تو پھول ہی توڑے دل کی بات نہ جان سکا
سہہ نہ سکا یہ سب کچھ بلبل' چپکے سے دم توڑ گیا

یہ دل تو اک روشن گھر تھا اس میں چاند اترتے تھے
تھا سیماب دیوانہ راہی' ویراں کر کے چھوڑ گیا

(دارالعرفان - جنوری ۱۹۹۴ء)

غزل

آج پھر واپس رواں ہیں دیکھ لو
ہے بہت دشوار رہنا تم سے دور

ان سے ملنے کی فقط ہے آرزو
جا ملیں گے ان سے منزل پر ضرور

دیکھ لی تصویر تیری آج پھر
میں تو کچھ تکتا نہیں اس میں غرور

کوئی لائے ان دنوں کو موڑ کر
ہم تو واپس آگئے دیکھیں حضور

کون جانے کس کی نظر بد لگی
کر دیا گل کو گلستانوں سے دور

دل یہ کہتا ہے بدل جائے گی رت
لوٹ آئیں گے گئے موسم ضرور

آج ڈھونڈیں گے کہیں سیماب کو
کہتے ہیں مل جائے گا بستی سے دور

(بریڈ فورڈ - جنوری 1994ء)

غزل

ہم ہیں، شامِ غم ہے، تیری یاد ہے
اپنا گھر دیکھو بہت آباد ہے

آنکھ روتی ہے دلِ ویران پر
دل مگر لُٹ کر بھی اپنا شاد ہے

کچھ خبر اب تک کنارے کی نہیں
ہم ہیں، اپنی ناؤ ہے، گرداب ہے

آپ آتے تھے، کھلا کرتے تھے پھول
اب وہی گوشہ بہت برباد ہے

آپ کی تلخی بجا لیکن حضور
بات تو کی، دل اسی پر شاد ہے

کیوں پریشاں ہو غمِ جاناں سے دل
یہ تو اپنے راستے کا زاد ہے

دل کی حالت دیکھ لو سیماب جی
اس کو تم کہتے ہو یہ آباد ہے

(بریڈ فورڈ - جنوری 1994)

غزل

تیرے حسن کی بات چھیڑی کسی نے
لگا یوں کہ جیسے نیا دن چڑھا ہو

نہ تھی ہوش خود کو وہاں لے کے جاتے
لگے یوں زمانہ ہی آگے بڑھا ہو

مکین راستے میں ہوں، تیری طلب میں
وہ پتھر نہیں ہوں جو راہ میں پڑا ہو

تیرا نام کیسے نہ آئے زباں پر
یہی تیر ہے وہ جو دل میں گڑا ہو

وہ عاشق نہ روئیں تو پھر کون روئے ؟
جنہیں واسطہ بے وفا سے پڑا ہو

اٹھیں گی وہاں سے تو ٹیسیں ہزاروں
جگر میں کسی کے جو خنجر گڑا ہے

پرانا ہے مرض محبت ہمارا
یہ تپ وہ نہیں ہے نیا جو چڑھا ہو

چرائی ہے کس نے بہاروں کی دنیا
یوں لگتا ہے گلشن پہ چھاپہ پڑا ہو

سمندر میں یادوں کے دیکھو تلاطم
یہ طوفان جیسے نیا پھر چڑھا ہو

دوانے کے مرنے پہ رویا تھا جنگل
سناؤ یہ قصہ کہیں گر پڑھا ہو

سنائے گا سیماب بھی یہ فسانہ
کہیں اس کا پارہ اگر نہ چڑھا ہو

(لندن - جنوری 1994ء)

غزل

دیکھ اپنی سادگی اے مہ جبیں
تیری باتوں پہ بھی کر بیٹھے یقیں

تیری بیتابی' تیرا اظہار عشق
کیا تیری باتیں وہ ساری جھوٹ تھیں

ہم تو نازاں تھے کچھ ایسے پیار پر
اپنے لٹنے کی کبھی خبریں نہ لیں

دیر سے سمجھے ہمیں ناوان تھے
تو نے جب ملنے سے نظریں پھیر لیں

دل جو ہوتا تھا کبھی اب وہ نہ تھا
لٹ چکے تھے ہاتھ سے تیرے ہمیں

تو تو اپنے گھر میں اب بھی شاد ہے
ہم نہیں بستے جہاں میں اب کہیں

تو کبھی ملنے کو آتا تھا جہاں
ہم نے اک گوشہ بسلیا ہے وہیں

میں ہوں' تیری یاد ہے اور درد ہے
ہم سبھی ہیں اس نئے گھر کے مکیں

اب جو ہنستا ہوں میں سب کے سامنے
تیرا دکھ چھپ جاتا ہے پیچھے کہیں

اب نہ ان باتوں کو دہرایا کرو
ختم کردو اب یہ افسانہ یہیں

اب یہاں سیماب موسم اور ہیں
اب تیرے قابل نہیں اپنی زمیں

(بریڈ فرڈ - دسمبر 1993ء)

غزل

نہ سمجھے ہو نہ سمجھو گے کبھی تم
گزرتی جس پہ ہے وہ جانتا ہے

اسے لوٹا ہے کس نے؟ کس طرح سے
یہ ہے معلوم دل کو، جانتا ہے

نہ روکو جانے دو جنگل میں اس کو
دوانہ کب کسی کی مانتا ہے

نہیں معلوم گل کو، کیسے مانوں؟
جو باتیں پتہ پتہ جانتا ہے

اسے معلوم ہے قاتل ہے اس کا
یہ دل پھر بھی اسی کی مانتا ہے

رہائی جو دلانا چاہے اس کو
یہ دشمن اپنا اس کو جانتا ہے

تمہیں سمجھاؤ کچھ سیماب اس کو
سنا ہے بات تیری مانتا ہے

(دارالعرفان جنوری 1994ء)

غزل

تقدیر سے شکوہ ہے نہ قسمت سے گلہ ہے
یہ سب تو میرے اپنے کیئے ہی کی سزا ہے

ہیں لوگ جمع تم بھی چلے آؤ لب بام
دیوانے کا سر کاٹیں گے اعلان ہوا ہے

طوفان کا رخ پھیر کے رکھ دیں گے جہاں میں
دیوانوں نے محفل میں بہت خوب کہا ہے

آجاؤ کہ مو ا کے بھی تیور نہیں اچھے
نکلا تھا کبھی چاند جو' اب ڈوب رہا ہے

سورج کا نکلنا ہے یقیناً بہت اچھا
گر پاس ہو تو پھر تو اندھیرا ھی ضیاء ہے

کہتے ہیں کھری بات سربزم ہمیشہ
معلوم ہے اس جرم پہ سلطان خفا ہے

قومیں تو بقا خون شہیداں سے ہیں پاتیں
جو پائے فقط جسم کو وہ خون ہی کیا ہے

ہے اوج فلک پہ وہ درخشندہ ستارہ
سر قدموں پہ تیرے جو ابھی کٹ کے گرا ہے

یہ لوگ ہیں جیتے بھی ذرا اور طرح سے
مرنے کا بھی انداز نرالا ہے' جدا ہے

جینا بھی تیرے نام پہ صدبار مبارک
اس در سے کوئی روکے تو مرنا ہی بھلا ہے

سیماب کو سمجھاؤ گے الفت کا قرینہ ؟
عاشق ہے' مگر عشق سے خود عشق کیا ہے

جذبِ دروں

خبر تو لو کہ ہے کون یاں پاسبان چمن
وطن کی خاک بھی اہل وطن بلاتی ہے

چلتی راہوں پر

رات ہے بارش ہے اور گاڑی کا شور
چل رہے ہیں گھر کو جانے کے لئے

اور ہیں کاریں اکیلے تو نہیں
ٹھانی ہے سب نے بھگانے کے لئے

ہیں تو سب اک ساتھ رستے پر رواں
سب کے سب تنہا ہیں جانے کے لئے

روشنی سی ہے جو تا حد نظر
راستہ سب کو دکھانے کے لئے

ضابطے ہیں، قاعدہ، قانون ہے
خیر سے منزل کو پانے کے لئے

زندگی اپنی بھی ہے اک راستہ
سب رواں ہیں گھر کو جانے کے لئے

روشنی اس راہ کی عشق رسولؐ
زندگی کو جگمگانے کے لئے

ضابطے، احکام اللہ پاک کے
خیر سے منزل کو پانے کے لئے

اب اگر کوئی بجھاوے بتیاں
کون ہے اس کو بچانے کے لئے

حادثہ بھی ہو گا اور چالان بھی
روئے گا منزل پہ جانے کے لئے

کافروں کے دل کی قندیلیں تھیں گل
تھا انہیں مومن جلانے کے لئے

اس کے دل سے بھی گیا عشق نبیؐ
بن گیا عبرت زمانے کے لئے

یاالٰہی ! ہوش دے اس قوم کو
آنکھ کھولیں راہ پانے کے لئے

پھر کریں روشن دلوں کو عشق سے
پھر بنیں رہبر زمانے کے لئے

پھر رواں ہو قافلہ اسلام کا
امن کا ضامن زمانے کے لئے

ہے دعا سیماب کی رب کریم
روشنی دے رہ دکھانے کے لئے

(لندن سے بریڈ فورڈ آتے ہوئے جنوری - 1994ء)

الجہاد

ہر نبی کے پاس اک پیغام تھا
اور ان کی قوم ہی کے نام تھا

دین و دنیا کی بھلائی اس میں تھی
پر کہاں قومیں تھیں اس کو مانتیں

چند خوش قسمت ہی کرتے تھے قبول
باقی قوموں کا رویہ تھا فضول

پر نبی حق کو چھپاتے تو نہ تھے
اس کی راہ میں جان سے جاتے بھی تھے

دیکھ لو تاریخ میں انجام بھی
مٹ گئے ان کے نشاں بھی، نام بھی

ہے مگر آقاؐ کی بعثت مختلف
سب عقیدہ ہے وہی، راہ مختلف

ایک تو پیغام ہے یہ آخری
بات کرتا ہے یہ ہر انسان کی

یہ کسی اک قوم کی خاطر نہیں
ہے یہ عالم کا نصاب زندگی

ہے نبیؐ آخر اور آخر کلام
حل ہوئے ہیں کام انسانی تمام

یہ نرا دعویٰ نہیں ہے، حق ہے یہ
برت کر دیکھا ہے عالم نے اسے

جب تلک دنیا کا باقی ہے نظام
تب تلک باقی رہے گا یہ کلام

یہ نہ مٹنے پائے گا جنگ سے کبھی
کوئی آنے کا نہیں اب کے نبی

ظلم کو ہے یہ مٹاتا بالیقیں
سرخی خون شہیداں کا امیں

دیتا ہے مسلم کو نعرہ الجہاد
ہے مٹاتا جگ سے یہ سارے فساد

یہ جہاں میں دب کے تو رہتا نہیں
ظلم کافر پر بھی ہو سہتا نہیں

سر جھکیں بندوں کے بندوں کے حضور
ایسی لعنت کو مٹاتا ہے ضرور

ہیں مجاہد دین حق کی زندگی
اس کی خاطر جان دیتے ہیں سبھی

کرتا ہے تبدیل بندوں کی ادا
ہوتے ہیں وہ موت تک سے ماورا

دیکھ لو عالم ہے باقی جب تلک
یہ جنون بڑھتا رہے گا تب تلک

چھوڑا گر مسلم نے دنیا میں جہاد
پھیل جائے گا خود اس کے گھر فساد

دین سے جب قوم ہو جائے گی دور
وہ مٹے گی دار دنیا سے ضرور

فتنہ ہے لوگوں میں یہ، دیں میں نہیں
مٹنا ہے لوگوں کو، پر دیں کو نہیں

دین اپنا لیں گی پھر قومیں نئی
پیدا کردے گا خدا غازی کئی

پھر فضا گونجے گی اس کے نام سے
ہوں گے دل آباد پھر اسلام سے

ہے یہ دعوت دیکھ لو اخوان[1] کی
کس قدر مہلت ہمیں رب سے ملی

اب کہیں ایسا نہ ہو مٹ جائیں ہم
ہے ضروری یہ کہ واپس آئیں ہم

دین کو سیکھیں، اسے اپنائیں بھی
چھوڑ دیں کافر کا طرز زندگی

قائم ہو پھر سے عدل اسلام کا
یہ زمیں ہو مدرسہ ایمان کا

دیں بدل سارا یہ فرسودہ نظام
ہو نفاذ دیں کا پھر سے اہتمام

ہے صرف باقی اب اک رستہ یہی
راہ ہماری دیکھتی ہے زندگی

جان لو یہ بات گر سیماب کی
ہے یہی بے شک حقیقی زندگی

(بریڈ فورڈ - دسمبر 1993ء)

1- تنظیم الاخوان

صدائے غیرت

فسانے جو کہ رکے پھیلتے گلستاں میں
گلی گلی میں تپش دھوپ کی جلاتی ہے

ہوا کا طور بھی ہے اپنے دشمنوں کی طرح
کلی کلی کے لئے برق کو بلاتی ہے

کلی کا چاک ہے سینہ تو گل کا دامن ہے
زمین گل ہے کہ یہ خون میں نہاتی ہے

خبر تو لو کہ ہے یاں کون پاسبان چمن
وطن کی خاک بھی اہل وطن بلاتی ہے

پلٹ دو بجلیوں کو اور روک دو طوفان
یہ برق اپنا نشیمن ہی کیوں جلاتی ہے

تیری حیات کی ضامن گھٹا ہے اور کوئی
عجیب رنگ میں طیبہ سے اٹھ کے آتی ہے

جلا کے راکھ یہ کرتی ہے خارزاروں کو
ہر ایک ڈال پہ پھولوں کو وہ سجاتی ہے

چلو کہ جو بھی ملے گا وہیں ملے گا ہمیں
کرم کی لے ہے مدینے کو جو بلاتی ہے

تو پاسبان چمن ہی بنا اسی کو مگر
کہ خوشبو جس سے محمد ﷺ کے در کی آتی ہے

سجائیں پھر سے چمن دیر ہو گئی سیماب
ہماری غیرت ملی ہمیں بلاتی ہے

(ملتان - جنوری 1994ء)

ایک آرزو

الٰہی تیرے نام سے ابتدا ہے
نیا روز آیا نیا لے کے سال

دنوں کو بڑھا کے بتاتی یہ
تیری قدرت کاملہ لازوال

خوشی ہے کسی کو کسی کو ملال
رہے بانٹتے جگ میں یہ ماہ و سال

ملا بعض قوموں کو بے حد عروج
کسی کے مقدر میں آیا زوال

ادھر اہل مغرب رہے ناچتے
زمیں اپنے خوں سے ہے اس شب بھی لال

دیا تھا امن جگ کو اس قوم نے
نہیں جاتا اب اس کے رخ سے ملال

ہے کفار کی زد پہ دنیا میں یہ
ہے قوموں میں سب سے برا اسکا حال

تھے یہ لوگ خادم نبی پاکؐ کے
انہیں کی محبت تھا ان کا کمال

غلامی میں ان کی یہ آزاد تھے
جہاں میں تھی یہ قوم اک بے مثال

خطا ان کی ہے آج بس اس قدر
وفاؤں میں آقاؐ سے آیا زوال

ہیں نادانیوں میں یہ اپنی اسیر
کہ تہذیب مغرب ہے ان کا وبال

انہیں پھر عطا کردے عشق نبیؐ
جو لے ان کو محرومیوں سے نکال

جھکیں پھر سے اب ایک ہی در پہ یہ
کٹے کافروں کی غلامی کا جال

انہیں دین کا علم پھر ہو عطا
جہاں میں انہیں پھر ملے گا کمال

الٰہی انہیں پھر جنوں کر عطا
یہ گرنے لگے ہیں، انہیں پھر سنبھال

انھیں بن کے پھر تیرے دیں کے نقیب
ہوں عشق محمد ﷺ کی روشن مثال

جو ہے کفر دنیا پہ چھلیا ہوا
کریں اس کو دیوانے روبہ زوال

ہو دنیا میں غالب نظام نبیؐ
پلٹ حال کو یوں رب ذوالجلال

الٰہی ہے سیماب کی آرزو
ہوں پھر تیری رحمت سے مسلم نہال

(لندن - جنوری 1994ء)

زندہ گر

زندگی کو ڈھونڈتا ہے سب جہاں
ہے بنی آدم کا اس میں امتحاں

زندگی ہے آپ کے قدموں کی دھول
جو بھی کر لے آپ کی دعوت قبول

صرف زندہ ہی نہیں ہے، زندہ گر
زندگی کی منڈیاں مومن کا گھر

یہ کریں اولاد آدم کو عطا
یوں دکھائیں سب کو تیرا راستہ

یہ جہاں زندوں سے پھر آباد ہو
ابن آدم دو جہاں میں شاد ہو

ہے مگر صد حیف مسلم کے لئے
ہو گیا محروم خود جینے سے یہ

چھوڑ کر تیری غلامی کا سفر
اہل مغرب کی نہ اپناتا ڈگر

وہ تو خود جینے سے کوسوں دور ہیں
اپنی محرومی پہ وہ مغرور ہیں

ان کے دامن پہ ہے انساں کا لہو
لٹ گئی انسانیت کی آبرو

وہ تو کافر تھے نہ تھے وہ راہ. پر
کام تھا مومن کا دیتا یہ خبر

خود بدلتا اپنا انداز خیال
جو عطا کرتا ہے بس تیرا جمال

کام میں ہوتا یہ ان لوگوں کے سنگ
اس پہ چڑھتا سنت نبویؐ کا رنگ

عظمت اسلام یہ پاتا ضرور
آج یہ بستا ہے اس سے کوسوں دور

پھر عطا کردے اسے درد دروں
دے اسے اسلاف ہی کا سا جنوں

یہ نظام کفر سے بیزار ہو
عشق نبویؐ سے یہ پھر سرشار ہو

پھر اٹھے یہ امن کا بن کر نقیب
ہو قیادت دہر کی اس کو نصیب

پھر چمن میں ہو بہار نو رواں
ختم ہو کافر کی آوردہ خزاں

یاد سے اللہ کی دل آباد ہوں
دہر میں پھر سے مسلماں شاد ہوں

اے خدا سیماب کی سن لے دعا
ہو عطا ہم کو نظام مصطفےٰ

(کراچی - جنوری 1994ء)

راز بقا

میری بقاء تیری بقا راہ تسلیم و رضا
زندگی کا مدعا

الجهاد، الجهاد الجهاد، الجهاد
الجهاد، الجهاد

ہے یہ راہ مصطفٰے جان ہو حق پر فدا
انقلاب آشنا

الجهاد، الجهاد الجهاد، الجهاد
الجهاد، الجهاد

خاتمہ ہو ظلم کا مٹ گئے جور جفا
عدل ہو اسلام کا

الجهاد، الجهاد الجهاد، الجهاد
تیغ و قرآں کو اٹھا ہے شہیدوں کی ادا
بدل دے ساری فضا

الجهاد، الجهاد الجهاد، الجهاد
الجهاد، الجهاد

(بریڈفورڈ - دسمبر 1993ء)

دعوتِ کامرانی

سیماب کو دیکھو تمہیں دیتا ہے صدائیں
در غیر کا چھوڑو تو درِ یار پہ آؤ

دعوتِ کامرانی

اک دور تھا مشرک کو گوارہ نہ تھی یہ بات
بستا ہو اسی شہر میں اللہ کا نبیؐ بھی

جس شہر پہ قابض ہے وہ پشتوں سے ہمیشہ
کوئی وہاں اب بات سنے اور کسی کی

بت پوجنے والوں کی شقاوت گردی سے
تنگ ان پہ زمیں ہو گئی اپنی ہی گلی کی

مشکل ہوا جینا وہاں عشاق نبیؐ کا
سرکار دو عالمؐ کو تھی تشویش انہی کی

کی بات امیران قبائل سے کہ شائد
صورت نکل آئے گی سکونت کی بھلی سی

تھی بات نرالی جو کہی آپؐ نے جا کر
فرمایا --- سنو بات یہ اللہ کے نبیؐ کی

اپناؤ اگر آج یہ دیں تم تو یقیناً
مل جائے حکومت تمہیں کل اس نگری کی

ارشاد رسالتؐ پہ ہوئی طنز کی بارش
خود چاہیں پناہ بات کریں تاج شہی کی

تھا دور یہی قصبہ طائف کی گلی میں
زخمائی گئی سنگ سے جب ذات نبیؐ کی

اللہ نے کہا۔ تم جو کہو کوہ گرا دوں ؟
مانگی جو دعا اس میں ہدایت تھی انہی کی

قسمت کے دھنی نکلے مگر اہل مدینہ
تفہیم ہوئی ان کو مقام نبوی کی

پلٹے تو زبانوں پہ تھا پیغام خدا کا
کی بات مدینے میں بھی اللہ کے نبیؐ کی

اس شہر پہ تھی بارش انوار رسالتؐ
تقدیر درخشاں ہوئی ارض مدنی کی

کفار نے شورش تو بہت کی پہ ہوئی مات
بڑھتی ہی گئی شان رسول عربیؐ کی

کچھ برسوں میں یوں پھیلا یہ سیلاب صداقت
ہر سمت نظر آتی تھی بس شان انہی کی

کیا خوب ہوا وعدہ نبی پاکؐ کا پورا
محکوم جو کل تک تھے حکومت تھی انہی کی

پھر آج زمانہ ہے وہی لوٹ کے آیا
یلغار ہوئی غرب کی الحاد روی کی

ہیں نام کے مسلم مگر اسلام نہیں ہے
درکار ہے پھر صبح مدینے کی گلی کی

ہے کون جو دے دین کو حرمت کی پناہیں
پھر آؤ سنیں بات بہ دل اپنے نبیؐ کی

گر آج ہے قسمت کا دھنی کوئی جہاں میں
موقع ہے کہ امداد کرے دین نبیؐ کی

سیکھے جو عقائد تو کرے ان پہ عمل بھی
اعمال پہ ہو مہر رسول عربیؐ کی

اسلام کے غلبے کا جو داعی ہے مجاہد
حقا کہ امانت ہے حکومت بھی اسی کی

میں نے تو مضافات مدینہ میں سنی ہے
خوشخبری مسلمان کی صاحب قدری کی

سیماب نہیں اس میں فقط عظمت دنیا
برات ہے اسی میں تو دم حشر سبھی کی

(ملتان)

شمعِ ذکر

دنیائے محبت کی روایات پڑھی ہیں
گزری ہیں جو عشاق پہ آفات کڑی ہیں

فرہاد نے تیشے سے کیا کوہ کو دولخت
اور قیس پہ بھی گذرے ہیں حالات بڑے سخت

اس دشت میں رانجھا کہ مہینوال ہو کوئی
کوئی کہیں رسوا ہو تو بدحال ہو کوئی

دیکھیں تو سب عشاق کا حاصل ہے غمِ عشق
رتبہ ہو کوئی آخری منزل ہے غمِ عشق

انسان کا عرفان کہ وجدان ---- محبت
حتا کہ ہے انسان کی پہچان ---- محبت

اسلام کے آئین کا عنوان ---- محبت
سرکار دوعالمؐ کا بھی فرمان ---- محبت

حاصل ہے محبت ہی کا یہ دین ہمارا
داعی ہے محبت کا نبیؐ پاک پیارا

اس عشق سے بندوں کو عجب آن ملی ہے
اک جراتِ رندانہ بعد شان ملی ہے

الفت میں اگر غیر کی دل ہار گیا ہو
پھر اس پہ کرم طیبہ کی سرکار کا کیا ہو

آلامِ زمانہ کا نہ کچھ فکر کرو تم
سیماب اسی ذات کا بس ذکر کرو تم

(مکہ مکرمہ)

ایک جھلک

اثاثہ ہے مومن کا الفت نبیؐ کی
چلو نعت اک آج لکھیں نئی سی

محمدؐ کی عظمت کا جھنڈا اٹھاؤ
کوئی نعت خوں سے بھی لکھ کر دکھاؤ

کٹھن ہم پہ کتنی گھڑی آگئی ہے
مسلماں کے خوں کی ندی بہہ رہی ہے

زمانہ نئی چال چلنے لگا ہے
کہ یہ اژدھا زہر اگلنے لگا ہے

چلا ہے یہ مسلم کو مغلوب کرنے
چلا دین حق کو ہے مرعوب کرنے

ابوبکرؓ سا عزم پھر لے کے اٹھو
شجاعت کو فاروقؓ سے لے کے اٹھو

تم عثمانؓ و حیدرؓ سا جذبہ دکھاؤ
صحابہ کی سنت کو پھر لے کے آؤ

اٹھو ظالموں پر تو بجلی گرا دو
ہے اسلام زندہ یہ سب کو بتا دو

بتا دو کہ تم دین حق کے امیں ہو
شہیدان حق کے تمہیں جانشیں ہو

یہ باطل کی شوکت مٹا دے جہاں سے
بڑھے روشنی پھر تمہاری اذاں سے

گرے سر جو کٹ کر زمانہ کہے یہ
میں پہچانتا ہوں کہ سیماب ہے یہ

(تراڑ کھل آزاد کشمیر)

میرا راستہ

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

زمانے پہ کفر و شرک چھا رہا تھا
وہ خلق خدا پہ ظلم ڈھا رہا تھا
تھا انسان مظلوم چلا رہا تھا
نہ کوئی اس کی فریاد سن پا رہا تھا
کرم تب زمانے پہ رب کا ہوا ہے
نبیؐ جس نے بھیجا وہ میرا خدا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

کیا جس نے اعلان حق کا زمیں پر
پڑی چوٹ انساں کے جھوٹے یقین پر
بتوں کی خدائی پہ، باطل کے دیں پر
گرے بت بلندی سے آکر زمیں پر
یہی کام رب نے نبی سے لیا ہے
کہ میداں میں باطل کو رسوا کیا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

لگایا تھا باطل نے جب زور اپنا
کہ انساں نہ دیکھے کبھی حق کا سپنا
نہ پائے کبھی دیں جہاں میں پنپنا
کہ مشکل تھا باطل سے یوں بیر رکھنا
مگر حق نے حق ہی کو غلبہ دیا ہے
ہے تاریخ شاہد کہ ایسا ہوا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

صحابہ نے حق پہ لٹائی تھیں جانیں
لکھیں خوں سے اپنے نئی داستانیں
مٹے جگ سے باطل کے سارے فسانے
تھے کسریٰ کے یا قیصروں کے گھرانے
یہ بدر و احد کی فتح کا صلہ ہے
کہ امن و سکوں دہر کو مل گیا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

زمانے میں انساں کو گر کچھ ملا ہے
تو عہد صحابہؓ نے سب کچھ دیا ہے
خواتین کو بھی جبھی حق ملا ہے
کہ اسلام دنیا میں رائج ہوا ہے
یہی دین ہی رکھنا غالب سدا ہے
جہاد اس لئے حق نے لازم کیا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کی مزہ ہے

ہے باطل زمانے پہ چھانے کو پھر سے
یہ چاہتا ہے دیں کو مٹا دے دہر سے
مسلماں کو افتاد پڑتی ہے گھر سے
منافق گئے ہیں کچھ ایسے بگڑ سے
یوں مغرب نے ان کو صلہ دے دیا ہے
منافق کو مومن پہ حاکم کیا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

تقاضا ہے ایمان کا، چال سمجھو
جو پھینکا ہے کفار نے جال سمجھو
ہے میداں میں مغرب کا دجال سمجھو
نہ ہو جائے اک دن برا حال سمجھو
یہی اب جہاں میں امیدوں کی راہ ہے
جو بدر و احد کے شہیدوں کی راہ ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

وہ کشمیر ہو یا فلسطین دیکھو
مسلماں کے خوں سے ہے رنگیں دیکھو
تم ہرزے گووینا کی زمین دیکھو
جزیرہ ہو یا کابلی تین دیکھو
ہر اک جا پہ مسلم کا خوں بہہ رہا ہے
کہاں ہیں مجاہد ؟ یہی کہہ رہا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

اٹھو ظلم کو پھر جہاں سے مٹا دو
زمانے کو سنت نبیؐ کی دکھا دو
بٹھائے ہیں جو کفر نے بت، گرا دو
بنی نوع انساں کو پھر سے دکھا دو
امن کا، بھلائی کا رستہ جدا ہے
کہ اسلام ہی بس یہی ایک راہ ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

ہے سودی، یہودی نظام معیشت
کہ دھوکہ دہی کو کہیں یہ سیاست
غریبوں کا خوں بہہ رہا ہے بہ کثرت
مٹی ہے زمانے سے دیں کی ریاست
وہ سیماب دیکھو کدھر چل رہا ہے
اٹھالو یہ پرچم کہ گھر جل رہا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

(مکہ مکرمہ)

برتھ ڈے

آؤ دیکھیں ہے یہ کیسا برتھ ڈے
زندہ دل مغرب کا تحفہ برتھ ڈے

اہل مشرق بھی مناتے ہیں خوشی
جب ملے میدان میں فتح کوئی

پیدا ہونا بھی ہے کیا اک معرکہ
آنے والے نے جسے ہو سر کیا

ہاں یقیناً اہل مغرب کے لئے
ہیں بہت مشکل یہ سارے مرحلے

مائیں گھبراتی ہیں واں اولاد سے
روکتی ہیں برتھ کے سب راستے

پھر بھی گر ہو جاتا ہے پیدا کوئی
ماں نہ دے گی ایک قطرہ دودھ بھی

دے وظیفہ گر حکومت تب وہ ماں
پال کر بچے کو کرتی ہے جواں

پھر بھی ماں شفقت کوئی دیتی نہیں
چوم کر ماتھا بلا لیتی نہیں

ہیں مگر بچے بھی تو اس قوم کے
پیدا ہونے سے نہیں وہ چوکتے

عقد کرتے ہی نہیں جو عمر بھر
پیدا ہو جاتے ہیں یہ ان کے بھی گھر

ہے وہاں تو زیب دیتا جشن بھی
پیدا ہونا بھی ہے اک فتح بڑی

ہے مگر مشرق کا پیمانہ جدا
کہتی ہیں اولاد دے دے اے خدا !

جان سے رکھتی ہیں بچے کو قریب
بچہ ہو تو ان کے کھلتے ہیں نصیب

کھانا پینا اپنا سب جاتی ہیں بھول
رکھتی ہیں بچہ بنا کر ایک پھول

لوریاں دیتے گزر جاتی ہے شب
رکھتی ہیں دل میں بٹھا کے سب کی سب

پھر یہاں کیا جشن اور کیسی خوشی
مشرقی ماؤں کو کیا فتح ملی

یاں تو بچہ ہو اگر کوئی اصیل
اس کی ماں ہے اس کے ہونے کی دلیل

بوڑھے والد کو نہ بھولے وہ کبھی
جس نے کاٹی اُس کی خاطر زندگی

مغربی تہذیب کی نقالیاں
کر رہی ہیں دہر میں بدحالیاں

(دارالعرفان)

کشمیر

مجھے معلوم تھا ہمدم کہ تو پوچھے گا ضرور
یعنی کشمیر میں کیا دیکھ کے آئے ہو حضور

آ میرے پاس کہ میں ساری حکایت کہہ دوں
کاش مٹی میں ملی ہے جو روایت کہہ دوں

میں نے دریا کو وہاں سمٹ کے بہتے دیکھا
اٹھی موجوں کو بھی اک حد ہی میں رہتے دیکھا

چشمے دیکھے ہیں کئی' آب ابلتے دیکھا
بہتی ندیا کو کئی سانچوں میں ڈھلتے دیکھا

میں نے وادی کی فلک بوس چٹانیں دیکھیں
چوٹیاں سبز تھیں اور سینہ تھی تانے دیکھیں

میں نے جنگل کو دہاں پھول کھلاتے دیکھا
میں نے کرنوں کو وہاں نور لٹاتے دیکھا

اونچے ڈالوں پہ وہاں ساز بجا کرتے ہیں
واں تو ویرانوں میں گلشن سے سجا کرتے ہیں

ڈوبتا چاند وہاں دیکھ لیا ہے میں نے
بیٹھ کے چوٹی پہ بھی یاد کیا ہے میں نے

ایک وہاں اور بھی ہے بات نرالی سن لو
خون برساتی ہے ہر پھول کی ڈالی سن لو

غور سے دیکھو تو بس دھول نظر آتی ہے
دیکھے کیسے کہ بس آنکھ بھی شرماتی ہے

دیکھ اس پار سے وادی میں جو آتی ہے ہوا
چیخ انساں کی ہر بار وہ لاتی ہے ہوا

بوڑھی ماؤں کے جگر سے وہ نکلتی چیخیں
دخت اسلام کی وہ خون اگلتی چیخیں

مٹی دیکھو تو لگے سرخ وہ ٹیلا ایسے
آب بہتا ہوا انسان کا لہو ہو جیسے

مڑ کے دیکھو تو وہ جلتا ہوا گھر میرا ہے
زد پہ گولی کی مگر دیکھ جگر میرا ہے

کسقدر بھیڑ سی ہے" حضرت بل" پر دیکھو
کفر کی فوج کو تم آپ ہی چل کر دیکھو

کون روکے گا یہ سب آگ اگلتی توپیں ؟
حق کے سینے پہ شب و روز یہ چلتی توپیں

دوستو اٹھو عبادت کی گھڑی آئی ہے
مومنو آج شہادت کی گھڑی آئی ہے

اٹھو کہ ہمیں روکنا ہے ظلم کو جا کر
یہ آگ بجھانا ہے ہمیں جان لٹا کر

سرکارؐ مدینہ سے کیا عہد نبھائیں
اسلام کی عظمت پہ چلو جان لٹائیں

الفت کے فسانوں کا سماں بیت گیا ہے
محبوب تو سیماب سے جاں مانگ رہا ہے

(تراڑ کھل آزاد کشمیر)

نجات

دیکھ دیوانوں کی باتیں کرتے ہیں جنت فروخت
خوش نصیبو کر لو سودا پھر نہ وقت آئے گا ہاتھ

زندگی بھر مال و زر پانے کو تم تڑپا کئے
کی مشقت رات دن آیا نہ مال و زر بھی ہاتھ

گر کسی کو مل گیا تو بات ہے کچھ روز کی
جانا ہوگا چھوڑ کر ہرگز نہیں جائے گا ساتھ

حشر کے میدان کی سختی کو مت بھولو کبھی
چھوڑ جائیں گے قریبی رہ نہ پائیں گے وہ ساتھ

تول کر پورا کریں گے نیک و بداعمال کو
نام و نسب' عہدہ و رتبہ سے نہ بن پائے گی بات

آؤ اس مشکل گھڑی میں کام آنے کے لئے
ایک دیوانہ تمہاری طرف بڑھاتا ہے ہاتھ

کام تم سیماب آؤ دین کی تنفیذ کے
مل رہی ہے آج تو ان مرحلوں سے بھی نجات

(کوئٹہ)

درِ یار

ایمان کی بنیاد ہے توحید خدا ں
کسی اور کا حصہ نہ کبھی اس میں ملاؤ

یہ دعویٰ زبانی ہی تو مطلوب نہیں ہے
تم عمل بھی اس پہ تو کبھی کر کے دکھاؤ

امید کے رشتے تو کرو غیر سے پختہ
جب بھیک ملے غیر سے پھولے نہ سماؤ

اسی جوش جنوں میں ہے بنا حلیہ بھی ایسا
مل جاؤ جو غیروں میں تو پہچانے نہ جاؤ

قانون بھی کافر کے ہیں، تعلیم بھی اس کی
تو قوم کو اپنی نہ کبھی دین سکھاؤ

گر سجدہ کرو ذوق سے خالی ہو وہ سجدہ
دل کو نہ کبھی ذکر الٰہی سے جگاؤ

گئے بھول کہ اللہ نے دیا عہد تھا تم کو
انتم الاعلون کبھی پڑھو اور پڑھاؤ

یہ وعدۂ باری بھی تو مشروط تھا لیکن
تھا حکم کہ مومن بھی مجھے بن کے دکھاؤ

ہم کون تھے تقلید میں غیروں کی ہوئے کیا
اسلام کا آئینہ کبھی خود کو دکھاؤ

ہیں کرم کے دریا تو اسی موج میں اب بھی
گر دیکھنا چاہو تو کبھی لوٹ کے آؤ

سیماب کو دیکھو تمہیں دیتا ہے صدائیں
درِ غیر کا چھوڑو تو درِ یار پہ آؤ

(اسلام آباد سے کوئٹہ جاتے ہوئے دوران پرواز)

اپنی باتیں

کون سنے گا باتیں اپنی ان باتوں میں کیا رکھا ہے
نہ تو قصہ پریوں کا ہے نہ کوئی دیو چھپا رکھا ہے

نہ باتیں کوہ قاف کی اس میں، قصے مشکل راہوں کے
نہ کوئی ناچ گانے کی باتیں نہ حلقے ہی بانہوں کے

بات نہیں برسات کی اس میں تیور کالے بادل کے
ٹپ ٹپ کرتی بوندیں ہوں یا ڈھلتے موتی کاجل کے

نہ کوئی رانجھا اس قصے میں، بیلے کی کوئی بات نہیں
نہ ہے اس میں ہیر کی چوری، بنسی کا بھی ساتھ نہیں

کہیں نہ ڈوبے سوہنی اس میں مہینوالوں کا زور نہیں
قصہ نہیں یہ کچے گھڑے کا، دریاؤں کا شور نہیں

اپنی باتوں میں تلخی ہے یہ تو بھولی باتیں ہیں
ہم نے عہد کیا تھا رب سے یہ تو اس کی باتیں ہیں

چھوڑ چکے در آقا کا ہم تو خاطر غیروں کی
دعویٰ ہے رنگوں پر اپنا لیکن چادر غیروں کی

نام تو ہیں اسلامی اپنے کام ہی غیر اسلامی ہیں
نام بھی اک دن لے ڈوبیں گے آخر کو ہم نامی ہیں

اب جو روکے ان باتوں سے اس کی باتیں کون سنے
تن من اپنے ہو گئے میلے رب کی باتیں کون سنے

ہم تو کہتے ہیں سب مسلم واپس آئیں مرکز پر
چھوڑ دیں سب اغیار کی رسمیں جان لٹائیں مرکز پر

ہے ہر شے پر قادر چاہے تو ایسا کر دے
کرو فقیر دعائیں بھی تم ساتھ نصیحت کرنے کے

(کراچی)

تلخ شیرینی

قرض لے کر معاف کروا لیجئے
بس حکومت کو سہارا دیجئے

تلخ شیرینی

بحر الفت میں اٹھے گی موج پھر
پھر الیکشن میں نظارہ کیجئے

ووٹ دے دو ہم بنیں گے حکمران
آپ والوں کو بگھارا کیجئے

قرض لے کر معاف کروا لیجئے
بس حکومت کو سہارا دیجئے

بن گیا ابٹن غریبوں کا لہو
آپ چہرے کو نکھارا کیجئے

یہ جو سچ کہتے ہیں باغی ہیں حضور
آپ ان کو مت گوارا کیجئے

بے بسی کی موت مفلس کا نصیب
بخت اپنوں کے سنوارا کیجئے

اہل مشرق کے ہوئے داماد آپ
خوب ان سب کو لتاڑا کیجئے

ملک تو جنگل ہے مالک اہلیہ
شیر بن کر آپ دھاڑا کیجئے

کھال ہے تن پر غریبوں کے ابھی
اپنے ہاتھوں سے اتارا کیجئے

دو دنوں کی آمدن "چوی" کروڑ
کافی ہیں حضرت گزارا کیجئے

بیویوں سے مستفید ہونا روا
جو بھی ہو سکتا ہے سارا کیجئے

کیا خبر کے دن رہیں گی حکمراں
کچھ علاج اس کا خدارا کیجئے

من گئے، انکل تو جو نارض تھے
بوڑھی ماں سے اب کنارہ کیجئے

ہیں کئی جرنیل، صوفی بھی کئی
مولوی سے بھی گزارا کیجئے

چھوڑیئے سیماب کی باتیں ہیں تلخ
ایسی باتوں کو گوارا کیجئے

(بریڈ فورڈ - جنوری 1994ء)

واپسی

ہم فقیروں کی گھروں کو واپسی
یہ خبر بھی ہو گئی ہے بے نقاب
تین گھنٹوں سے بندھے ہیں سیٹ پہ
ہو گیا انجن کا اک پرزہ خراب

☆

شہید

قتل ہو میدان میں وہ تو شہید
جان دے کر حق کی دی اس نے نوید
جھگڑا اب قبروں کی ملکیت پہ ہے
مفت میں مارا گیا دیکھو غریب

☆

مفلسی

مفلسی بھی باعث شہرت تو ہے
ہر مصیبت ڈھونڈتی ہے ایسا گھر
چھوڑ کر لیڈر کو گولی' دیکھ لو
جاتی ہے مفلس کے سینہ چیر کر

☆

پسِ مرگ

کیک پیدائش کا کٹنے کے لئے
اک بہانہ ہے ان کے مرجانے کے بعد
وہ تو بندے ہوتے تھے کٹ کر خوش
کتنے کٹوائے ہیں مرجانے کے بعد

☆

گرانی

گراں شے ہر جائیگی ہو سے جنگ
پر بات اس کو آپ حیرت گی ہو
فقیر مالک کا گور اس ہے کون
پر بات اس لڑی نے فوجوں جنگ

☆

(مانچسٹر ایرپورٹ پر - جنوری 1994ء)

ظالم یادیں

ہم نے سمجھایا تھا ان کو عشق مناسب بات نہیں
دامن پکڑا تھا گوری کا ہم سے ملنا چھوڑ گیا

ہم نے روکا تب نہیں مانا جھاڑ پڑی سرکار سے جب
جوتے پکڑے، بغل میں دابے رستہ ناپا، دوڑ گیا

نام ہے ان کا نہر کے پل پر، کالج کی لیٹرینوں میں
دیکھو کیسی کیسی جا پر، ظالم یادیں چھوڑ گیا

کار پہ بیٹھ کے گھوڑے لایا، ڈھول کے آگے ناچا بھی
ملنی کب تھی شاہی اس کو، بھرم کا بھانڈا پھوڑ گیا

کبھی تو چور اچکے تک بھی بات کے پکے ہوتے تھے
اپنے دور کا واحد غازی سارے وعدے توڑ گیا

سنبھل کے پھسلا تھا مولانا، گرا تھا ان کی جھولی میں
دامن میں کچھ ووٹ تھے جعلی ان کی گود میں چھوڑ گیا

ملک بنا تھا دین کی خاطر لیکن لیڈر مکر گیا
اب تو قوم کو مولانا بھی اس مشکل میں چھوڑ گیا

بے شک کرے حکومت عورت لیکن ہم کو ساتھ رکھے
اس کی خاطر پہلے فتوے اب مولانا چھوڑ گیا

چھوڑ فقیر پرانی باتیں عشق و محبت کون کرے
بھاری بھتہ لے کر عاشق سب زنجیریں توڑ گیا

(دارالعرفان - جنوری 1994ء)